کرنسی نوٹ کے شرعی احکام اور معاصر تطبیقات

Shariah provisions regarding possession of currency note in Bayʿ al-Sarf in modern Islamic financial institutions

Dr. Hafiz Moazzum Shah
Lecturer, Shariah Department
Allama Iqbal Open University Islamabad
smoazzum@gmail.com

Hafiz Muhammad Umar Farooq
Phd Scholar, Quran o Tafseer Department
Allama Iqbal Open University Islamabad
m.umarfarooq.pk@gmail.com

Zainab Sadiq
Assistant Professor Comsats University
zainab.sadiq@comsats.edu.pk

Abstract

The contract of Sarf is actually the exchange of money for money and trading in currencies is one of its modern applications. There are some special rules and regulations set by shariah for this type of sale. These conditions include spot payment by both parties and if counter values are of the same currency they must be of equal amount. After the invention of modern currencies of different countries, shariah rulings related to some contemporary applications and different situations arose from trading and exchange of these currencies, need to be examined and analyzed. The aim of this study is to examine and analyze shariah status of currency note and the contemporary applications with special concentration on taking possession of the counter values in *bay e Sarf*. The method used in this paper for the research was descriptive and analytical .This article proceeds with an introduction, concept and conditions of Sarf contract as envisaged by classical fiqh literature. The second part discusses the nature of bank

note, difference between currencies of different countries and the forms of actual and constructive possession acceptable by shariah in modern banking system. Moreover shariah ruling about future and forward sale of currencies will also be discussed. The last part explains the findings of this discussion on the topic. The study found that the exchange of bank notes comes under Bay e Sarf and all the relevant shariah rulings would be applied to it. Moreover, receiving a cheque does not fulfill the condition of possession of Sarf Sale.

Keywords: exchange, shariah, constructive, possession, currencies

عقد صرف خرید و فروخت سے متعلق ایک اہم عقد ہے۔ اس عقد کے کچھ خاص قواعد و ضوابط ہیں جو اس کو خرید و فروخت کی دیگر صورتوں سے ممتاز کرتی ہے اور ان شروط کا لحاظ رکھنا اس وجہ سے بھی ضروری ہے کہ اگر ان کا لحاظ نہ رکھا جائے تو اس سے سود کا دروازہ کھل سکتا ہے۔ دنیا میں جدید کرنسیوں کے ایجاد اور تجارتی بنیادوں پر اس کے وسیع پیمانے خرید و فروخت کے نتیجے میں اس عقد کی اہمیت اس لیے بھی زیادہ ہو گئی کہ اس کی نت نئی اور پیچیدہ صورتیں سامنے آرہی ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ آیا کرنسیوں کا تبادلہ عقد صرف میں داخل ہے یا نہیں اگر عقد صرف میں داخل ہے تو معاصر بینکاری نظام عقد صرف کی شرائط مثلاً مجلس میں بدلین پر قبضہ کا ضروری ہونا کیسے متحقق ہو گا جدید بینکاری نظام میں اکاونٹس میں رقم منتقل کرنے کی صورت میں قبضہ کب متحقق ہو گا؟ مزید یہ کہ چیک پر قبضہ کا کیا تصور ہو گا۔ تاہم ان سوالوں کا جواب اس بات پر موقوف ہے کہ یہ جان لیا جائے کہ خود ان جدید کرنسیوں یا بینک نوٹ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ ان کی ایک جنس اور مختلف جنس ہونے کے حوالے سے کیا احکام ہوں گے تاکہ اس کے بعد عقد صرف سے متعلقہ احکام واضح کرنے میں آسانی ہو۔

عقد الصرف کی لغوی تعریف

”رَدُّالشَّيئِ عَن وَ وجهه“ ۔ صَرَ فَه يَصرِ فه صَرفا۔[1]

اس کا معنی ہے کسی چیز کا رخ پھیرنا۔

”صَرَفتُه عَن وَجهه صَرفاً“- باب ضَرَبَ - سے ”و صَرَفتُ الاجيرَ اوِالصَّبىَّ- خَلَّيتُ سَبِيلَه- وَصَرفتُ المَاَلَ اى اَنفَقته“-[2]

صاحب ردّالمختار کہتے ہیں۔الصرفُ لغة:اَلزِّيَادة۔[3]

عقد صرف کی اصطلاحی تعریف

صاحب بدائع الصنائع کہتے ہیں۔فَا لصَّرفُ فِی مُتعارِ فِ الشَّرعِ اسمٌ لِبَیعِ الاَثمَانِ المطلَقة بَعضِها بِبَعضٍ وھوَ بَیعُ الذَّھبِ بِالذَّھبِ وَالفِضَّة بِالفِضَّة وَاَحَدِ الجِنسَینِ بِالاُخَرِ۔[4]

"عرف شریعت میں "صرف" ایک ایسی بیع کا نام ہے جس میں دونوں طرف اثمان مطلقہ ہوں اس طرح کہ سونے کی بیع سونے کے ساتھ،چاندی کی بیع چاندی کے ساتھ،ایک جنس کی بیع دوسرے جنس کے ساتھ"

علامہ بہوتی حنبلی کے عقد صرف کی تعریف یہ ہے۔

المصارَفَة ھی بیعُ نقدبنقدٍ۔5

مصارفہ زر کے مقابلے میں زر کی خرید وفروخت کو کہتے ہیں۔خواہ جنس ایک ہی ہو یا مختلف ہو۔

عقد صرف کی شرائط

(۱) مجلس عقد میں قبضہ:

عقدِ صرف میں عوضین پر مجلس میں ہی قبضہ قبل التفرق ضروری ہے۔بیع صرف کی تمام شکلوں اور تمام صورتوں میں تقابض فی العقد ضروری ہے۔اس کی دلیل

حضرت ابوسعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''لَا تَبِیعُوا الذّھَبَ بِالذھبِ اِلاّ مثلاً بِمِثلٍ ولا تُشِفُّوا بعضھا علیٰ بعضٍ ولا تبیعوا الوَرِقَ بالوَرِقِ الاّ مثلا بمثلٍ ولاتُشِفُّوا بعضھا علی بعضٍ ولا تبیعُوا منھا غائباً بِناجِزٍ۔[6]

(سونے کو سونے کے عوض برابر سرابر بیچو اور چاندی کو چاندی کے عوض برابر سرابر بیچو اور اس میں کمی زیادتی مت کرو اور نہ ان میں سے کوئی نقد چیز ادھار کے عوض فروخت کرو۔)

(۲)برابری:

دوسری شرط مساوات کی ہے۔اسکا مطلب یہ ہے کہ طرفین میں اگر جنس ایک ہو یعنی سونے کو سونے کے عوض اور چاندی کو چاندی کے عوض فروخت کیا جارہا ہو تو اس صورت میں بھی تساوی ضروری ہے۔اس کی دلیل جیسا کہ ابو سعید خدریؓ کی روایت میں گزر چکا۔

نیز امام مسلم نے حضرت عثمان بن عفان کی روایت نقل کی ہے: انّ رَسُولَ الله ☐ قَالَ: لا تبیعُوا الدّینار بِالدّینارینِ ولاالدّرهَم بالدّرهمَینِ۔[7]

"حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک دینار کو دو دینا کے بدلے اور ایک درہم کو دو درہم کے بدلے مت بیچو"

ان احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ سونے اور سونے، چاندی اور چاندی یا سونے اور چاندی چاہے یہ کسی بھی حالت میں ہوں ان میں آپس کی تبادلہ کی صورت میں اگر جنس ایک ہو تو تساوی ضروری ہے۔

(۳)خیارِ شرط نہ ہو:

عقدِ صرف کی تیسری شرط یہ ہے کہ اس میں خیار شرط نہ ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خیار شرط ثبوت ملک سے مانع ہے۔ جبکہ عقد صرف کا تقاضا یہ ہے کہ فوراً عقد کی تکمیل ہو جائے۔ اور اگر خیار کو ثابت کیا جائے تو تفرق عاقدین کی وجہ سے تقابض فوت ہو جائے گا۔[8]

(۴)تاجیل نہ ہو:

عقدِ صرف کی چوتھی شرط یہ ہے کہ اس میں اجل نہ ہو۔ یعنی کسی ایک طرف سے ادھار نہ ہو۔ جب تقابض کی شرط ذکر کر دی گئی تو تاجیل کا عقد میں نہ ہونا تقابض کی شرط کو مستلزم ہے۔ تاہم اہمیت کے پیش نظر اس شرط کا الگ سے ذکر کیا گیا۔

کرنسی نوٹ کی حقیقت اوراس کے احکام:

اوراق نقدیہ بنک نوٹ کے احکام جاننے کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ یہ بات سمجھ لی جائے کہ یہ خود کیا ہیں۔ کیا یہ وثیقہ دین ہے یا یہ کہ اس کی اپنی مستقل حیثیت ہے اور اس کی اپنی ذاتی ملکیت کا اعتبار ہے۔ بینک نوٹ کی حیثیت کے بارے میں درج ذیل اقوال ہیں:

(۱) نوٹ سرٹیفیکیٹ ہیں:

نوٹ کے بارے میں پہلا مؤقف یہ ہے کہ یہ سند دین ہے۔ یہ نہ مال ہے، نہ سونا اور چاندی کا بدل ہے اور نہ بذات خود ثمن ہے۔ لہٰذا یہ ایک سرٹیفکیٹ ہے جس کی رو سے حامل نوٹ کے لئے جاری کنندہ کے ذمہ ادائیگی واجب ہے۔[9]

اس رائے کے مطابق اس کے بدلے میں سونا اور چاندی خریدنا بھی جائز نہ ہو گا۔ کیونکہ یہ سند دین ہے۔

دلیل

ان حضرات کا یہ مؤقف اس وجہ سے ہے کہ بنک نوٹ کے اوپر ایک وعدہ لکھا ہوا ہے کہ حامل ہذا کو مطالبہ پر ادا کریگا۔ جو اس بات پر دلیل ہے کہ یہ سند دین ہے۔

(۲) نوٹ مال اور سامان ہیں:

نوٹ مال اور سامان کے حکم میں ہے۔ اگرچہ کچھ خارجی وجوہات کی بناء پر ان کی قیمت بڑھ گئی ہے۔ ورنہ وہ بذات خود کاغذ کا ایک ٹکڑا ہے لیکن متقوم ہے۔

ہندوستانی علماء اکرام میں احمد رضا خان صاحب اس نظریے کے قائل ہیں۔ جیسا کہ ان کے رسالہ کفل الفقیہ الفاہم فی احکام القرطاس والدراہم میں ہے 10۔

دلیل

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ عقد نوٹ پر واقع ہوتا ہے اور سامان کی تعریف بھی نوٹ پر صادق آتی ہے۔ اور نہ یہ مکیلی اشیا میں سے ہے اور نہ ان اشیا میں سے ہے جن کو وزن کرکے فروخت کیا جاتا ہے۔

(۳) نوٹ زرِ اعتباری اور ثمن کاملہ ہیں:

نوٹ کے بارے میں تیسرا مؤقف یہ ہے کہ نوٹ نہ محض سند دین ہے اور نہ عرض ہے بلکہ اس میں بذات خود ثمنیت کی صفت موجود ہے۔ اور چونکہ یہ سونا اور چاندی کے قائم مقام ہوگئے ہیں اس وجہ سے ان کے احکام بھی وہی ہونگے۔

لہذا اس نظریے کے مطابق ان میں ربا بھی پایا جائے گا۔ اور عقد صرف کے احکام بھی جاری ہونگے۔ اس نظریے کے مطابق کرنسیوں یعنی نوٹوں کا آپس میں تبادلہ پر عقد صرف کے احکام تقابض فی المجلس وغیرہ جاری ہونگے۔ یعنی وہ تمام احکام جو سونے اور چاندی کے ہیں وہ ان پر بھی جاری ہونگے۔

معاصر علماء کی کثیر تعداد اسی نظریے کے قائل نظر آتی ہے۔ چ۔ مجمع الفقہ الاسلامی نے اپنی مختلف قرارات میں اسی رائے کو ترجیح دی ہے۔[11]

اس فیصلے میں کہا گیا ہے کہ پیپر کرنسی زر اعتباری ہے۔، جس میں ثمنیت کاملہ ہے، سود، زکاۃ، سلم اور دیگر احکام جو سونے چاندی کے ہیں نوٹ کے بھی وہی احکام ہیں"۔

پس اس نظریے کے مطابق بنک نوٹ پر وہ تمام احکام جاری ہونگے جو کہ سونے اور چاندی کے ہیں جن میں زکوۃ کا وجوب، سود کا تحقق، سلم اور صرف شامل ہیں۔ کہ ان تمام امور میں ان بنک نوٹس کے ساتھ وہی معاملہ کیا جائے گا جو سونے اور چاندی کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

(۴)نوٹ ثمن عرفی اور اصطلاحی ہیں:

بنک نوٹ ثمن عرفی اور اصطلاحی ہیں لیکن چونکہ یہ ثمن خلقی نہیں ہیں اس وجہ سے اکثر احکام میں توافق اور کچھ احکام میں بنک نوٹ سونا اور چاندی سے مختلف ہونگے۔

اس صورت میں یہ عقد سلم میں رأس المال بھی بن سکتے ہیں، اس میں ربوا کا تحقق بھی ہوگا۔ اگر بنک نوٹس کا آپس میں تبادلہ ہو تو اگر دونوں طرف جنس ایک ہو تو طرفین کا تماثل اور تقابض دونوں ضروری ہیں لیکن اس وجہ سے نہیں کہ یہ عقد صرف ہے بلکہ اس وجہ سے کہ احناف کے ہاں علت ربوا قدر و جنس ہے۔ اور اگر قدر نہ ہو صرف جنس ہو تو نساء (ادھار) حرام ہوگا۔ جیسے حدیث میں وارد ہوا ہے:

فَإِذَا اخْتَلَفَتْ هَذِهِ الْأَصْنَافُ، فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُمْ، إِذَا كَانَ يَدًا بِيَدٍ۔[12]

اس نظریے کے مطابق اگر طرفین میں جنس بھی مختلف ہے تو تماثل اور تقابض دونوں ضروری نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر پاکستانی روپوں کا سعودی ریالات کے ساتھ تبادلہ ہو رہا ہو تو تقابض فی المجلس ضروری نہیں ہوگا۔13

راجح مؤقف

بہر حال مذکورہ نظریات میں سے موجودہ حالات اور معاصر حالات سے ہم آہنگ اور مقاصد شریعت کی روشنی میں جو نظریہ معلوم ہوتا ہے وہ تیسرا نظریہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ:

(۱) بنک نوٹ کی حیثیت اس وقت مستقل زر کی ہے۔

(۲) اس کی پشت پر سونا اور چاندی نہیں جیسا کہ اس کو سند دین قرار دین کے لئے ہونا چاہیے۔

(۳) بنک نوٹ پر موجود وعدہ کہ؛ حامل ہذا کو مطالبہ پر ادا کیا جائے گا؛ صرف لوگوں کے اعتماد کیلئے لکھا جاتا ہے تا کہ نوٹ کو قبول عام حاصل ہو اور لوگ اعتماد کے ساتھ اس کے ذریعے لین دین کریں۔

(۴) سود جیسے سخت وعید والے عمل سے اجتناب اور احتیاط کا پہلو تھامنا چاہیے۔ اور وہ یہی ہے کہ چونکہ یہ (بنک نوٹ) اجکل سونا اور چاندی کی مکمل جگہ لے چکا ہے۔ سونا اور چاندی کا بطور زر کے استعمال تقریباً مفقود ہو چکا ہے۔ اس وجہ سے سونا اور چاندی کے تمام احکام زر نقدی (بنک نوٹ) پر لگنے چاہئیں۔

(۵)اس پر عقد صرف کے مکمل احکام بھی لگنے چاہئیں۔ کیونکہ جنس مختلف ہونے کی وجہ سے اگر سونے اور چاندی کی مانند استعمال ہونے والی کرنسی میں تقابض فی المجلس کو لازمی نہ قرار دیا جائے یعنی سعودی ریال کا پاکستانی روپے کے ساتھ تبادلے میں تقابض فی المجلس کو لازم نہ قرار دیا جائے تب بھی ان میں مقاصد شریعت کی مخالفت نظر آتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جو حکمت تقابض فی المجلس کی سونا اور چاندی میں ہے وہ آجکل کے بنک نوٹ میں بھی ہو گی۔ ظاہر ہے کہ بنک نوٹ نے مکمل طور پر اس کی جگہ لے لی ہے۔ پس اگر سونا چاندی کے تبادلے میں جنس مختلف ہونے کے باوجود تقابض فی المجلس کو ضروری قرار دیا گیا تو بنک نوٹس میں بھی مختلف الجنس ہونے کے صورت میں تقابض فی المجلس کو لازمی قرار دیا جائے گا کہ وہاں اگر سود یعنی ربوا کا شائبہ ہے تو یہاں بھی وہ شائبہ ہو گا۔

بأ۔ جو حضرات اس بنیاد پر بینک نوٹ اور سونا اور چاندی کے احکام میں فرق کے قائل ہیں کہ فقہاء اور مجتہدین نے فلوس اور ثمن خلقی کے احکام میں ہمیشہ فرق کیا ہے تو اس کا جواب یہ دیا جاسکتا ہے کہ فلوس کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ فلوس کا استعمال کبھی بھی ایسا مستقل اور تسلسل سے نہیں رہا جیسا کہ آج کل بینک نوٹ کا ہوتا ہے بلکہ فلوس کے ساتھ ثمن خلقی کا استعمال ہوتا رہا ہے۔ جبکہ بینک نوٹ کی حیثیت مستقل ہو چکی ہے اور اصل اسی کا استعمال ہو رہا ہے۔

کرنسی کی خرید و فروخت میں طرفینسے وعدہ:

کرنسی کی خرید و فروخت میں طرفین سے وعدہ کی ایک صورت یہ ہوتی ہے کہ مثلاً زید عمرو کے ساتھ وعدہ کرتا ہے آج سے دو مہینے بعد عمرو سے ۱۰۰ ڈالر خریدے گا اور عمرو اس کے ساتھ وعدہ کرتا ہے کہ وہ اس کو بیچے گا۔ یہ تو مواعدہ کی صورت ہوتی ہے جو کہ ناجائز ہے۔ دوسری صورت بیع و شرا موازی کی ہوتی ہے کہ زید عمرو سے مستقبل کی تاریخ میں ۵۰ ڈالر خریدنے کا عقد کرتا ہے اور پھر وہی ڈالر اس کو یا کسی اور کو مستقبل میں بیچنے کا عقد کرتا ہے اگر اسی کو بیچنے کا عقد کرتا ہے تو یہ صورت بھی ناجائز ہے کیونکہ اس میں صفقہ فی صفقہ والی صورت آتی ہے کہ ایک عقد صرف میں دوسرے عقد صرف کی شرط لگادی ہے جو کہ ناجائز ہے۔ اور اگر کسی اور کو بیچنے کا عقد کرتا ہے تو بھی ناجائز ہے کہ دونوں طرف عقد کر لیا اور کرنسی جو خرید یا بیچی جا رہی ہے اس کا تسلیم و تقابض نہیں پایا گیا۔ پس اگر یہ طرفین سے مواعدہ کی صورت میں تب بھی ناجائز ہے جبکہ اوپر بیان ہو چکا اور عقد کی صورت میں ہو تو پھر تو بالاتفاق ناجائز ہے

۔

لہذا کرنسیوں کے تبادلے میں متعاقدین کا آپس میں ایک دوسرے سے وعدہ بیع کرنا اس طور سے کہ پھر اس مجلس میں عقد مکمل نہ ہو اور نہ قبضہ پایا جائے جائز نہیں۔

دلیل: اس کی وجہ یہ ہے کہ کرنسیوں کا تبادلہ عقد صرف میں داخل ہے اور جب دونوں طرف وعدہ بیع پایا گیا اور عقد مکمل نہ ہوا تو یہ مواعدہ (طرفین سے وعدہ) عقد تام کے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ تو گویا یہ ایسا عقد صرف ہوگا جس میں تقابض فی المجلس نہیں پایا جائے گا۔ تاہم یہاں پر وعدہ سے مراد وہ وعدہ ہے جو طرفین پر لازم ہو کیونکہ وعدہ ملزمہ ہوگا تو وہ عقد کے مشابہ ہوگا۔

ہاں البتہ اگر وعدہ ایک طرف سے ہو تو چاہے ملزمہ ہو یا غیر ملزمہ ہو دونوں صورتوں یہ جائز ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ وعدہ عقد کے مشابہ نہیں۔ چنانچہ مجمع الفقہ الاسلامی جدہ نے اپنے پانچویں اجلاس میں اسی کو اختیار کیا ہے۔

ثالثا:الموَاعَدَہ وَھِیَ اللّتِی تَصدُرُ مِنَ الطَّرفَیِن تَجُوزُ فِی بَیعِ المرَابحَہِ بِشرطِ الخِیَارِ لِلمُتَوَاعِدَینِ کِلَیہِمَا اَو اِحدٰھُما فَاِن لَم تَکُن ھُنَاکَ خِیارٌ فَاِنّھَا لَاتَجُوزُ لِاَنَّ المَوَاعَدَہَ المُلزِمَۃَ فِی بَیعِ المرَابحَہِ تشبہُ البَیعَ بِنَفسِہ حَیثُ تُشتَرَطُ عِندَ ئِذٍ اَن یکُونَ البَائِعُ مَالِکًا لِلمَبِیعِ حَتّٰی لَا تَکُونَ ھُناکَ مُخَالَفَۃٌ- نَھیٰ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ عَن بَیعِ الِانسَانِ مَا لَیسَ عِندَہُ-14

طرفین سے بیع مرابحہ میں وعدہ جائز ہے جبکہ طرفین کے لئے خیار ہو (یعنی ملزمہ وعدہ نہ ہو) یا (متعاقدین میں سے) کسی ایک کے لئے خیار ہو اگر کسی ایک کے لئے بھی خیار نہ ہو پس ایسا مواعدہ جائز نہیں کیونکہ طرفین کی طرف سے وعدہ ملزمہ بیع مرابحہ میں یہ (حقیقی) بیع کے مشابہ ہوتا ہے لہذا اس صورت میں بائع (کے لئے مبیع) کا مالک ہونا ضروری ہوگا۔ تاکہ حضور ﷺ کا اس نہی کی مخالفت لازم نہ ہو جس میں انہوں نے اس چیز کے بیع سے منع فرمایا جو آدمی کے پاس نہ ہو۔

ایضاح المسالک میں ہے:

القاعدہ الخامسۃ و الستون :اَلاَصلُ مَنعُ المَوَاعَدَۃ بِمَا لَا یَصِحّ وُقُوعُہ فِی الحَالِ حِمایَۃ وَمِن ثَمَّ مَنعَ مَالِکٌ المَوَاعَدَۃَ فِی العدۃِ وعَلی بَیعِ الطَّعَامِ قَبلَ قَبضِہِ وَوَقتَ نِدَا الجُمعَۃِ وَعَلی مَا لَیسَ عِندَکَ وَفی الصَّرفِ مَشھورُہ المنع وَثَالِثُہ ا الکراھۃ وَشھرت ایضا لجوازہ فی الحالِ وَشُبِہت بِعَقدٍ فِیہ تَاخِیرٌ - 15

"پینسٹھواں قاعدہ: اصل یہ ہے کہ اس (عقد) کا طرفین سے وعدہ سدا للذیعہ درست نہیں ہے جس کا فوری انعقاد (کسی شرط کے پوری نہ ہونے کی وجہ سے) جائز نہ ہو اور اسی وجہ سے امام مالک نے عدت میں، کھانے کو

قبل القبض یا آذان جمعہ کے وقت فروخت کرنے اور جو چیز پاس نہ ہو اس میں طرفین سے وعدہ ناجائز قرار دیا ہے۔اور عقد صرف میں مشہور قول عدم جواز کا ہے اور تیسرا قول کراہت کا ہے اور یہ قول مشہور اس لیے ہے کہ یہ عقد فی الحال جائز ہے۔اور اس کی مشابہت اس عقد کے ساتھ ہے جس میں تاخیر ہو"۔

مندرجہ بالا عبارات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ دوطرفہ وعدہ چونکہ عقد کے مشابہ ہے لہذا ان عقود میں جائز نہیں ہوگا جن کا فی الحال وجود میں آنا لازم ہو مثلا دوطرفہ وعدہ بیع جس میں بیع مستقبل میں واقع ہو وغیرہ۔ کیونکہ اس میں ابھی بائع کی ملکیت میں نہیں آئی ہوتی۔

مختلف ممالک کی کرنسیوں کی شرعی حیثیت:

اب ایک ملک کی کرنسی ایک جنس ہے۔اور دوسرے ملک کی کرنسی اس سے مختلف ہے۔

مختلف ممالک کی کرنسیاں آپس میں ایک جنس اس لئے نہیں کہ آجکل ان کرنسیوں سے ان کی ذات (مادہ) مقصود نہیں ہوتی بلکہ یہ کرنسی نوٹ ایک معیار کی نمائندگی کرتے ہیں۔اور اس معیار کا قیام ہر ملک کا دوسرے سے مختلف ہوتا ہے۔16

یہ اختلاف درج ذیل تین صورتوں میں ہوتا ہے۔

(۱) کرنسی کو جاری کرنے والی جہات (ادارے) کا معیار ایک دوسرے سے مختلف ہوتا ہے کہ ایک ملک کا ادارہ کچھ چیزوں کو سامنے رکھ کر ان کرنسیوں کی قیمت متعین کرتا ہے جبکہ دوسرے ملک کا ادارہ کچھ دوسری چیزوں کے سامنے کرنسی کی قیمت متعین کرتا ہے۔ وہ چیزیں درآمدات برآمدات کی نسبت، اسی طرح بیرونی کرنسیوں کے ذخائر اور ملک کی معاشی پیداوار ہوسکتی ہیں۔

(۲) اسی طرح جن اسباب کی وجہ سے لوگ کرنسی پر اعتماد کرکے اس کا استعمال کرتے ہیں وہ ایک ملک کا دوسرے ملک سے مختلف ہوسکتا ہے۔ اگرچہ اس بات میں تمام ممالک متفق ہوتے ہیں کہ یہ کرنسی معتمد علیہ بن جائے۔

(۳) اسی طرح جو ادارہ ان کو جاری کرتا ہے اس کی اپنی حیثیت بھی دوسرے ادارے میں مختلف ہوتی ہے کہ ایک قوی ہوتا ہے جبکہ دوسرا ضعیف ہوتا ہے۔اختیارات کے اعتبار سے یا حالات کے اعتبار سے اور وہ چیز کسی ملک کے استحکام اور عدم استحکام کے ساتھ تعلق رکھتی ہے۔17

کرنسیوں کے تبادلے میں قبضہ کے احکام:

گزشتہ صفحات میں بیع صرف کی تفصیل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ بیع صرف میں تقابض فی المجلس ضروری ہے۔ لہٰذا اگر مجلس عقد میں تقابض نہ پایا گیا تو عقد صرف درست نہ ہو گا۔

اور اگر طرفین نے بدلین میں سے کل بدل کسی ایک طرف یا دونوں اطراف سے قبضہ نہیں پایا گیا بلکہ بعض پر قبضہ پایا گیا تو جتنے ثمن پر قبضہ پایا گیا اسی میں عقد صرف درست اور تمام ہو جائے گا۔ جبکہ باقی بدل میں عقد صرف باطل قرار پائے گا۔[18]

قبضہ سے مراد

ہر چیز میں قبضہ اس چیز کی مناسبت سے ہوتا ہے۔ اور قبضہ میں عرف کا اعتبار ہوتا ہے۔ کہیں پر قبضہ حقیقی ضروری ہو گا اور کہیں پر قبضہ حکمی کا اعتبار ہو گا۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں۔ ''فالقَبضُ مرجعُہ الی عُرفِ النّاسِ حیثُ لم یَکُن لہُ حَدٌّ فی اللُّغۃِ وَلافی الشّرعِ ۔[19]

یعنی شریعت نے چونکہ قبضہ کی کوئی خاص شکل وصورت متعین نہیں کی اس لیئے زمانے اور عرف کے اعتبار سے قبضہ کے متحقق ہونے اور نہ ہونے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

قبضہ حقیقی تب وجود میں آتا ہے جب باقاعدہ ہاتھ میں کسی چیز کو لے لیا جائے۔ جبکہ قبضہ حکمی تخلیہ سے متحقق ہو جاتا ہے۔ تخلیہ کا متطلب یہ ہے کہ خریدار اس چیز میں تصرف کی اجازت دے دی جائے۔ یا وہ اس حال میں ہو جائے کہ خریدار جب چاہے اس میں تصرف کرلے۔ قبضہ حکمی کی صورت میں قبضہ حسی کی ضرورت نہیں۔

قبضہ حکمی کی مختلف صورتیں:

قبضہ حکمی کی مختلف صورتیں جو شرعا معتبر ہیں درج ذیل ہیں۔

ا: بنک اکاؤنٹ میں رقم کی منتقلی

بنک اکاؤنٹ میں رقم کی منتقلی قبضہ شمار ہو گا۔ کیونکہ اس اکاؤنٹ میں موجود رقم کو فروخت کنندہ / بائع یا عقد صرف کی صورت میں متعاقدین میں سے کوئی بھی ہو اس میں تصرف کا اختیار رکھتا ہے۔

اب ظاہر ہے کہ بنک اس کھاتہ دار (account holder) کا مدیون ہوتا ہے (بعض صورتوں میں خاص حالات میں دائن بھی ہو سکتا ہے۔) لہٰذا گویا کہ بنک نے اس کھاتہ دار کی طرف سے اس رقم پر قبضہ کر لیا وکیل کی حیثیت سے اور وکیل کا قبضہ اصیل کا قبضہ شمار ہو گا۔ لہٰذا قبضہ تمام ہو گیا۔

اب چاہے کھاتہ دار اسی بنک کے ساتھ عقد صرف کرے یا کسی اور شخص کے ساتھ یہ عقد طے پائے بنک اگر اس کھاتہ دار کا اکاؤنٹ Credit یا Debit کرتا ہے یعنی اس کے اکاؤنٹ میں رقم ڈالے یا نکالے تو اگر اس کے اکاؤنٹ میں پیسے ڈالتا ہے تو یہ اس کھاتہ دار کا قبضہ تصور ہو گا۔ اور گویا وہ بنک اس کے کھاتہ دار کی طرف سے قبضہ کر رہا ہے۔ اور وہ وکیل کہ حیثیت سے قبضہ کرے گا۔

مندرجہ بالا صورتوں میں اگر بینکنگ امور اور بنک کی رسمی اجرات کی وجہ سے تاخیر ہو جاتی ہے تو وہ تاخیر فی القبض شرعا معاف ہے۔ کیونکہ اس تاخیر کو اگر معاف نہ قرار دیا جائے تو اس سے حرج لازم آئے گا۔ اور اس تاخیر کو ایسا ہی تاخیر سمجھا جائے گا جیسا کہ متعاقدین کے درمیان عقد صرف ہونے کے بعد ایک دوسرے کو ثمن کے حوالے کرنے میں جو تاخیر ہوتی ہے اور وہ تاخیر ظاہر ہے معاف ہے کیونکہ تجوری یا جیب سے نکالنا، اس کو گننا یا کھرا کھوٹا الگ کرنے میں وقت لگ سکتا ہے جو کہ بالاتفاق معاف ہے۔ لہذا بنک کے اجرءات کی وجہ سے جو تاخیر ہو گی وہ بھی اس بنیاد پر معاف ہے۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ آجکل کے دور میں ایک اکاؤنٹ سے دوسرے اکاؤنٹ میں رقم کی منتقلی میں جو وقت لگتا ہے اگر اس تاخیر کو عقد صرف کے باب میں معاف قرار نہ دیا جائے تو اس سے حرج لازم آئے گا۔ اور لوگوں کو آجکل کے مالی معاملات میں مشکل پیش آئی گی۔ اس وجہ سے دفع حرج کے شرعی اصول کے تحت یہ معاف ہے۔

2: چیک پر قبضہ

چیک پر قبضہ شرعا اس چیک پر لکھی رقم پر قبضہ تصور ہو گا اگر چیک لکھنے والے کے اکاؤنٹ میں وہ رقم موجود ہو اور اس کو اس حامل چیک کے حق میں تصرف سے روک دیا گیا ہو۔ تاہم اس کی درج ذیل مختلف صورتیں ہیں۔

چیک کی چند اقسام اور ان کا حکم:

(1)Bank Draft:

یہ وہ ڈرافٹ ہوتا ہے جو بنک اپنے ذمے یا اپنے کسی وکیل کے ذمے میں جاری کرتا ہے۔ عموما مدیون یہ ڈرافٹ رقم دے کر بنواتا ہے۔ اور اپنے دائن کے حوالے کرتا ہے۔ اسکا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دائن کو اس چیک کے بارے میں یہ خوف نہیں ہوتا کہ پتہ نہیں اس کے اکاؤنٹ میں یہ رقم موجود بھی ہو گی یا نہیں یا یہ کہ بنک اس کے مقابلے میں رقم ادا کرے گا یا نہیں کیونکہ یہ ڈرافٹ خود بنک جاری کرتا ہے اور تصدیق شدہ ہوتا ہے۔ اب رقم چونکہ

ایسی ہے کہ اس میں اس شخص کو تصرف کا حق حاصل ہو گیا ہے جس کو یہ ڈرافٹ دیا گیا۔ لہذا تخلیہ پایا گیا پس اس کو قبضہ حکمی کہنا ٹھیک ہو گا۔[20]

اس کی تکییف فقہی یوں ہو گی کہ کھاتہ دار / مشتری بنک یا تو نقد پیسے دے کر یا اپنے اکاؤنٹ سے بائع کے نام ڈرافٹ بنواتا ہے۔ اب بظاہر تو یہ ہے کہ مشتری نے بنک کو تسلیم مبلغ کا وکیل بنایا ہے تو اس صورت میں ڈرافٹ پر بائع کا قبضہ مبلغ پر قبضہ تصور نہیں ہو گا۔ لیکن گہرائی سے اس مسئلے کو دیکھنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے چونکہ یہ مبلغ مصدق ہے اور یہ ڈرافٹ بھی مصدق ہے بنک کی طرف سے کہ ڈرافٹ بنانے کے بعد یہ مبلغ مشتری کے تصرف سے نکل گئی ہے اور اب بنک یہ صرف اس بائع کو ادا کرے گا۔ اس وجہ سے اب بنک کو بائع کا وکیل کہنا زیادہ مناسب ہو گا۔ اور وکیل کا قبضہ اصل کا قبضہ تصور ہو گا۔

لیکن بنک کو بائع نے وکیل بنایا نہیں تو یہ وکیل مجہول ہو گا جو کی شرعا درست نہیں۔ لیکن چونکہ یہ جہالت مفضی الی النزاع نہیں اس وجہ سے کہ آجکل بنک کے ذریعے اس قسم کے معاملات بہت معروف ہیں اور ان پر سب سے زیادہ اعتماد کیا جاتا ہے اس وجہ سے یہ جہالت مفضی الی النزاع نہ ہونے کی وجہ سے مغتفر ہے۔ کیونکہ چیک اور اس کے مشابہ وثیقہ جات عرف میں قابل اعتماد تصور کی جاتی ہیں۔

(2)۔الشیک المصرفی /Certified Cheque

یہ ایک چیک ہوتا ہے۔ جو کوئی بنک میں اکاونٹ رکھنے والا شخص اپنے اکاونٹ سے جاری کرتا ہے تاہم بنک سے اس چیک کی تصدیق کروائی جاتی ہے لہذا وہ رقم حامل چیک کے حق میں مجوز ہو جاتی ہے اور اس اکاؤنٹ میں وہ رقم بلاک کر دی جاتی ہے لہذا اس چیک کا حکم بھی بینک ڈرافٹ والا ہو گا۔

(3)الشسك الشخصي /Personal Cheque

جب بائع مشتری کو چیک لکھ کر دیتا ہے تو اس کی فقہی تکییف یہ ہے کہ مشتری محیل ہے، بائع محتال ہے بنک محتال علیہ ہے۔ یعنی جو چیک صادر کرتا ہے وہ بائع کو کہتا ہے کہ یہ مبلغ بنک سے وصول کرو۔ اب سوال یہ ہے کہ ایسے چیک پر قبضہ کر لیا جائے تو کیا اس مبلغ پر قبضہ تصور ہو گا یا نہیں؟

اس کا جواب جاننے کے لئے ضروری ہے کہ ہم یہ سمجھیں کہ آیا اس چیک پر قبضہ کرنے کے بعد رقم کا ملنا کس حد تک یقینی ہے۔ غور کرنے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ یہ چیک لینے کے بعد بھی بائع کو رقم ملنا یقینی نہیں کیونکہ اس میں درج ذیل قوی احتمالات موجود ہوتے ہیں۔

۱۔ اس بات کا امکان ہے کہ اس اکاؤنٹ میں اتنی رقم موجود نہ ہو۔

۲۔ اس بات کا بھی امکان ہے کہ بنک میں رقم موجود ہونے کے باوجود چیک صادر کرنے والا اس رقم کو نکالنے وصول کرنے کا مجاز نہ ہو لہذا اس کا وکیل یا محال بھی رقم وصول نہیں کر سکتا۔ رقم وصول کرنے کا مجاز نہ ہونے کی مختلف وجوہات ہو سکتی ہیں۔ مثلا یہ کہ اس نے یہ رقم بنک کے پاس رہن کے طور پر رکھوائی ہو وغیرہ۔

۳۔ اس بات کا بھی امکان رہتا ہے کہ چیک صادر کرنے والا چیک صادر کرنے کے بعد بھی بنک کو نوٹس دے سکتا ہے کہ اس چیک کے حامل کو یہ مبلغ ادا نہ کی جائے اور بنک کو ادائیگی سے روک سکتا ہے۔

لہذا مندرجہ بالا حالات اور امکانات کے پیش نظر یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ چیک کی اس قسم پر قبضہ اس مبلغ پر قبضہ شمار نہ ہو گا۔ اور اس سے عقد صرف تمام نہ ہو گا۔

مستقبل کے تجارتی معاہدات کا حکم:

چونکہ یہ بات طے ہو چکی ہے کہ مختلف کرنسیوں کا آپس میں تبادلہ عقد صرف کے زمرے میں آتا ہے۔ اور یہ بات بھی گزر چکی کہ عقد صرف میں 'خیار' کا استعمال نہیں ہو گا۔ بلکہ مجلس میں تقابض ضروری ہے۔ لہذا جو مستقبل کے سودے ہوتے ہیں جس میں کسی ایک طرف سے حوالہ نہ کیا جائے کرنسیوں کو یا دونوں طرف سے تسلیم نہ پایا جائے تو یہ عقد صرف کے تقاضوں کے خلاف ہو گا اور یہ جائز نہیں۔ حضور ﷺ کی حدیث ہے نهى رَسُولُ اللهِ عَن بيعِ الكالئ بالكالئ ۔ 21

مستقبل کے سودے میں ہوتا یہ ہے کہ دو بندے آپس میں ایک عقد کرتے ہیں کہ زید عمرو کو ۱۰۰۰ (ایک ہزار) ریال دے گا۔ اور عمرو زید کو ۲۵۰۰ (پچیس سو) روپے دے گا۔ لیکن یہ عقد ابھی مکمل ہو گیا۔ اور طرفین سے تسلیم مستقبل کے کسی تاریخ میں ہو گی تو یہ عقد صرف کے تقاضوں کے خلاف ہے۔ اسی طرح کبھی یہ حقیقت میں حوالہ نہیں کرتے اور اس دن کا صرف فرق آیا سعر میں یا کرنسی کی قیمت میں جو فرق ہے وہی لیتے یا دیتے ہیں۔ یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں۔

مالیاتی اداروں کے ذریعے کرنسیوں کی تجارت :

اس کی درج ذیل مختلف صورتیں ہیں:

کرنسیوں کی تجارت کی ممنوعہ صورتوں میں سے ایک صورت یہ ہے کہ صارف (Customer) اپنی مملوکہ کرنسی سے زیادہ مقدار میں کرنسیوں کی تجارت کرے۔ اور یہ کرنسیوں کی تجارت کے معاملات چلانے والے ادارے کی جانب سے (قرض کی) مالی سہولت مہیا کرنے کے ذریعے سے ہوتی ہے تاکہ صارف نے جتنی رقم دی ہے اس سے زیادہ کی تجارت کر سکے۔

دوسری ناجائز صورت یہ ہے تاہم مالیاتی ادارے کیلئے کہ وہ صارف یا کسٹمر کو اس شرط پر رقم قرض دے کہ وہ اس رقم سے صرف اسی ادارے کے ساتھ کرنسیوں کی تجارت کریگا۔ اگر یہ شرط نہ لگائے تو پھر ایسا قرض جائز ہے (بشرطیکہ اس میں ربا کی شرط نہ ہو)۔

جو صورتیں شرعا ممنوع ہیں ان میں ایک صورت یہ بھی ہے کہ (اسلامی مالیاتی) اداروں کی طرف سے مالی سہولت کے تحت صارف اپنی ملکیت میں موجود رقم سے زیادہ رقم کی تجارت کرے۔ یعنی صارف نے بنک کو رقم کم دی اور تجارت اس سے زیادہ کرلی۔

پہلی صورت اس لئے ناجائز ہے کہ اس صورت میں صارف وہ چیز بیچتا ہے جس کا وہ مالک نہیں ہوتا۔

چنانچہ ترمذی شریف میں حضرت حکیم بن حزامؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ میرے پاس ایک شخص آتا ہے اور مجھ سے اس چیز (کے خریدنے) کا مطالبہ کرتا ہے جو میرے پاس نہیں ہوتا۔ میں وہ چیز بازار سے خریدتا ہوں۔ پھر اس کو بیچ دیتا ہوں تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو تیرے پاس نہیں وہ مت بیچو۔[22]

دوسری صورت جس میں یہ ہوتا ہے کہ اسلامی مالیاتی ادارے کے لئے جائز نہیں کہ وہ صارف کو کچھ رقم اس شرط کے ساتھ قرض دے کہ اس رقم سے وہ صارف اسی ادارے کے ساتھ کرنسیوں کی تجارت کرے۔ بھی جائز نہیں کیونکہ اس سلسلے میں اس حدیث کہ مخالفت ہے جس میں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: كل قرض جر نفعا فهو ربا:[23]

"ہر وہ قرض جو نفع کو کھینچ لائے پس وہ ربا ہے۔"

اس حدیث میں نفع سے مراد جو نفع شرط ہو یا معروف ہو۔ اس حدیث پر سندی حیثیت سے اگرچہ جرح ہوئی ہے لیکن چونکہ دوسرے روایات و آثار سے اس کہ تائید ہوتی ہے اس لئے یہ حسن لغیرہ ہے۔ چنانچہ مفتی محمد

شفیع اس سلسلے میں لکھتے ہیں۔"یہ حدیث حسن لغیرہ ہے۔کیونکہ دوسری روایات وآثار سے اس کی تائید ہوتی ہے ۔بہر حال یہ روایت محدثین کے نزدیک صالح للعمل ہے"۔[24]

نیز جمہور فقہا اور محدثین نے اس حدیث کو بطور اصول کے قبول کیا ہے۔اور یہ تلقی بالقبول بذات خود ایک دلیل ہے۔اور یہ قرآن وسنت کے عین مطابق ہے۔

نتائج بحث

۱۔نوٹ کے بارے میں راجح نظریہ ہے کہ نوٹ نہ محض سند دین ہے اور نہ عرض ہے بلکہ اس میں بذات خود ثمنیت کی صفت موجود ہے۔اور چونکہ یہ سونا اور چاندی کے قائم مقام ہو گئے ہیں اس وجہ سے ان کے احکام بھی وہی ہونگے۔

۳۔مختلف اعتبارات کی وجہ سے اب ایک ملک کی تمام قسم کی کرنسی ایک جنس ہے۔اور دوسرے ملک کی کرنسی اس سے مختلف جنس ہے۔

۴۔ہر چیز میں قبضہ اس چیز کی مناسبت سے ہوتا ہے۔اور قبضہ میں عرف کا اعتبار ہوتا ہے۔کہیں پر قبضہ حقیقی ضروری ہو گا اور کہیں پر قبضہ حکمی کا اعتبار ہو گا

۵۔قبضہ حکمی کی مختلف صورتیں ہیں جو شرعا معتبر سمجھی جائیں گی ان میں بینک اکاونٹ میں رقم کی منتقلی بھی قبضہ کی ایک شکل ہے۔اسی طرح مصدقہ چیک اور بینک ڈرافٹ پر قبضہ شرعا معتبر قبضہ شمار ہو گا۔البتہ عام چیک پر قبضہ شرعا رقم پر قبضہ شمار نہیں ہو گا۔

۶۔کرنسیوں کی تجارت میں مستقبل کے سودے جیسے فیوچر سیل future sale اور فارورڈ سیل forward sale جائز نہیں۔

حوالاجات

[1]-ابن منظور، محمد بن مکرم الافریقی (متوفی۔۷۱۱ھ) لسان العرب، مادہ: ص رف۔

2ابو العباس، احمد بن محمد علی الحموی (متوفی۔۷۷۰ھ) المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر، المکتبۃ العلمیّۃ۔ بیروت، ۱: ۳۳۸

3ابن عابدین، محمد امین بن عمر (المتوفیٰ ۱۲۵۲ھ)، رد المحتار علی الدر المختار، دار الفکر۔ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، 1412ھ-1992ء، 5:۲۵۷

4ایضا

5البھوتی، منصور بن یونس الحنبلی (متوفی۔۱۰۵۱ھ) کشاف القناع عن متن الاقناع، دار الکتب العلمیہ، ۳: ۲۶۶

6القشیری، مسلم بن حجّاج (متوفی۔۔۲۶۱ھ) المسند الصحیح المختصر، دار احیا التراث العربی۔۔ بیروت، کتاب المساقاۃ، باب الربا، حدیث نمبر ۱۵۸۴۔

[7]البخاری، صحیح البخاری، کتاب البیوع، حدیث نمبر - 1585

[8]ابن عابدین، ابن عابدین محمد امین بن عمر (متوفی۔۔۱۲۵۲ھ) ردّ المحتار علی الدرّ المختار، ۵:۲۵۷

[9]العثمانی، محمد تقی، فقہ البیوع علی المذاہب الاربعۃ، مکتبہ معارف القرآن کراچی پاکستان، طبع: اول، ۱۴۳۶ھ۔۲۰۱۵ء، ۲:۲۸۷

[10]البریلوی، امام احمد رضا خان، کفل الفقیہ الفاہم فی احکام القرطاس والدراہم، شبیر برادرز، اردو بازار لاہور، ص: ۱۳

[11]مجمع الفقہ الاسلامی، مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی، الدورۃ الخامسۃ، العدد: الخامس، الجزء: الثالث، ص:۲۹۱۹

[12]القشیری، مسلم بن حجاج، بَابُ الصَّرْفِ وَبَيْعِ الذَّهَبِ بِالْوَرِقِ نَقْدًا، حدیث نمبر ۱۵۸۴

[13]العثمانی، محمد تقی، فقہ البیوع علی المذاہب الاربعۃ، ۷۳۳:۲

[14]مجمع الفقہ الاسلامی، مجلۃ مجمع الفقہ الاسلامی، الدورۃ الخامسۃ، العدد: الخامس، الجزء: الثالث، ص:715۔

[15]الونشریسی، احمد بن یحییٰ، ایضاح المسالک، متحدہ عرب امارات، رباط، التراث الاسلامی، طبع اول۔1980، ص: ۲۷۸۔

[16]حوالہ بالا۔۔ ص: ۷۳۵

[17]رمضان، محمود محمد توفیق، دراسۃ حول تعدد اجناس الاوراق النقدیۃ، مجلۃ جامعۃ دمشق، المجلد: ۲۷، العدد: الاول، ۲۰۱۱، جامعۃ دمشق، ص: ٦

[18]البھوتی، منصور بن یونس الحنبلی (متوفی۔۔۔۱۰۵۱ھ)، کشاف القناع، ۳: ۲۶۱

[19]ابن تیمیۃ، تقی الدین احمد بن عبد الحلیم، (المتوفی:728ھ) مجموع الفتاوی، مجمع الملک فھد، المملکۃ العربیۃ السعودیۃ، الطبعۃ الأولی: 1423ھ 2003 ۳۰: ۲۷۵

[20]العثمانی، محمد تقی، فقہ البیوع، ۴۴۴:۱

[21]الدار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر، سنن الدار قطنی، کتاب البیوع، حدیث نمبر 3060

[22] الترمذي، محمد بن عیسی (المتوفی:279ھ) سنن الترمذي، شرکة مکتبة ومطبعة مصطفی البابي الحلبي–مصر، الطبعة: الثانیة، 1395ھ-1975م، باب ماجاء في کراھیة بیع مالیس عندک، حدیث نمبر 1232۔

[23] العجلونی، اسماعیل بن محمد، (المتوفی۔ ۱۱۶۲ھ) کشف الخفا و مزیل الالباس، المکتبہ العصریہ، طبع اول۔ ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰ء، ۲:۱۴۸

[24] العثمانی، محمد شفیع، مسئلہ سود، ادارہ المعارف، کراچی، طبع جدیدہ، ۱۳۹۹ھ ص:۱۵